شہیدانِ کربلا کے فدائی ہندو

شاہ نذیر ہاشمی غازی پوری

ہندوستان کی میدانی اقوام میں جو گنگا اور جمنا شہرجو اور گھاگرا کے حواشی اور الہ آباد، بنارس اور گورکھپور کی زرخیز اور مردم خیز کمشنریوں میں آباد ہیں، براہمنوں کی ایک کثیر تعداد قوم ''بھومیار'' ہے۔ اس کے نوجوانوں کے مضبوط اور خوبصورت ڈیل ڈول۔ اس کے گورے چٹے پنڈے اور اس کی زمینداریاں اور زمانہ حال کی ترقیوں سے اس کا مالا مال ہونا، یہ سب اس کی امتیازی خصوصیات ہیں جو اس کی جانب تحقیق کی نظر کو بیساختہ بُلند کرتی ہیں۔ اصل میں یہ لفظ ''موہیہال'' تھا۔ رفتہ رفتہ بھومیا ہوگیا۔ انھیں کو پورب کے اضلاع میں باہمن بھی کہتے ہیں۔ یہ لوگ وسط ایشیا کے آریا جنم بھوم سے آئے تھے۔ عزم راسخ اور حق کی حمایت ان کا شیوہ تھا۔ ان کو ''موہیال'' یعنی موہی زمین اور دال یا والد اضافی نسبت سے زمین والد کہتے تھے۔ س کی سات ذاتیں ہیں۔ دت۔ وید۔ چھبر۔

بالی ۔ موہن ۔ لو۔ بھمبوال ۔ اس قوم کے کارناموں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عرب وسط ایشیا افغانستان اور ایران ایسے ممالک میں اپنے ڈنکے بجا چکے ہیں۔

آج بھی عالی جناب مہاراجہ صاحب بہادر بنارس، مہاراجہ صاحب بابا، مہاراجہ صاحب تھوا، مہراجہ صاحب ٹیکاری، راجہ صاحب لال گولا اور راجہ صاحب تمکو ہی وغیرہم اسی قوم بھونیہار کے مشاہیر سے ہیں۔ تاریخی حیثیت سے ظاہر ہے کہ اس قوم کا نشان مہابھارت سے پہلے تھا۔ اس زمانے سے تاایندم یہ لوگ ہندوستان کے ہر شعبہ علم اور عمل میں دلچسپی لیتے رہے۔ ان کے خاندانی خطابات مہتہ، بخشی، رائے زادہ ،ملک اور رائے سے ظاہر ہے کہ وہ ہندوستان کے مختلف دور حاکمیت میں صاحب خطاب و با اثر تھے۔ ان کا سلسلہ بہار، صوبہ جات متحدہ اور پنجاب میں راولپنڈی، جہلم، سیالکوٹ، گورداسپور، ہوشیار پور اور جالندھر میں بہت دور تک بڑی تعدد میں پھیلا ہے۔ اس قوم کی دتّ ذات اور ذاتوں میں مشہور ہے۔ دت کہا جاتا ہے کہ سنسکرت کے لفظ داتا کا اختصار ہے اور داتا کے معنی فیاض کے ہیں۔ چونکہ یہ قوم بہت اولوالعزم، جنگجو اور سیاح تھی اس لیے اس کے کارناموں اور چرچوں سے کہاوتوں، گیتوں، مثالوں اور کہانیوں کو زینت دی گئی ہے۔

حال میں عراق، عرب کے ریگ زاروں میں اور قدامت کے برآمد شدہ ڈیروں میں ایسے آثار ملے ہیں جن پر کبھی منادر کے ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ غالبًا یہ اسی قوم کے باقیماندہ عبادت خانوں کے مدفون اور مرحوم نشانات ہیں۔ افغانستان میں بڑے بڑے عہدوں اور ذمہ داریوں کے مالک یہ دت ذات بھونیہار کے براہمن ہیں۔ ان کے عادات اور معاشرتی انداز بتارہے ہیں کہ ان کو جہاں نوردی، قوت آزمائی اور سچائی کی حمایت کا شوق تھا۔ ان کے ساتھ بھاٹ، شاعراور کبت گومجملہ اور لوازمات قافلہ آرائی کے ہوتے تھے۔ یہ ذریات اس ذات کے حسن وعشق کے کارناموں، جنگ وجدال کے واقعات اور مختلف ممالک کے سیاحانہ، فتوحانہ واقعات کو مختلف طریقوں سے نظم میں شاعرانہ تلمیحات کے ساتھ محفوظ رکھتے تھے۔ ان کا فرض ہوتا تھا کہ شادی اور غمی کے موقعوں پر جب دتّ ذات کے مشاہیر اور اکابر کا مجمع ہوتا تو اپنی اپنی شاعری سے ان کو خوش کرتے اور طالب انعام ہوتے تھے۔ پرانے ہندوستان کے نہایت دلچسپ اور صحیح یادگار واقعات رفتگانِ الٰہی کے نظمیہ قصوں اور داستانوں میں محفوظ ہیں۔ اسی قسم کا ایک کبت دتّ ذات میں اب تک سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ دتّ ذات کے آباواجداد کسی زمانہ میں نخلستان عرب میں خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے تھے اور اس

صحرائی قدرتی زندگی کے ساتھ ساتھ اپنے تمام قومی لوازم اور خصوصیات رکھتے تھے۔ وہ نہ صرف صحر انشیں تھے بلکہ وہاں کے عربی قبائل کے اقدامات اور مبارزات باہمی میں ایک نہ ایک فریق کے شریک کار ہوتے تھے۔

دتّ ذات کا شیوہ تھا کہ وہ مختلف ممالک اور قطعات عالم روندا کرتی تھی، کوہ و دریا عبور کرتی تھی اور اس سیاحانہ گردشِ ارضی میں جہاں کوئی بہادرانہ معرکہ گرم ہوتا تھا اس میں وہ مظلوم کے ساتھ ہوکر حقدار کے لیے سرفروشی کرتے تھے۔ اسی طرح وہ شہادتِ زار کربلا میں قافلۂ حسینؑ کے ساتھ ہوکر یزیدی لشکر کے خلاف صف آرا رہے اور اپنی قوم کے سات پہلوانوں اور حرب آزماؤں کو نذرِ حسینؑ کردیا۔ اس قوم کا جو ''کبت'' انگریزی تواریخ کے ضمیمہ جات میں مرقوم ہے، وہ شاہد ہے کہ یہ ذات براہمن عرب میں شریف اور معزز خیال کی جاتی تھی، وہاں اس کا اقتدار تھا۔ اس کو ''اہلِ بیت'' سے خاص شغف اور عقیدت مندی تھی اور یہ ایک خدا کے ماننے والے تھے۔ چونکہ ''کبت'' مکمل نہیں ہے اور زبان اس کی قدیم پنجابی ہے، اس لئے بہت سے امور افق لیے قدامت میں دُھندلے نظر آتے ہیں۔

ایک بیان جو اس کے اشعار سے مرتب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب شہدائے کربلا آسودہ شہادت ہوچکے اور امتحان و ابتلا کی تمام حجت اپنے اوپر ختم کرچکے تو اسی ذات دتّ براہمن کے ایک نامور سردار راہب نامی نے بقیۃ السیف و ماندگان حق کی حفاظت میں اپنے بہترین فرزندوں کو یکے بعد دیگرے قربان کردیا۔ یہاں تک کہ وہ مذبح حسینی کے نظارۂ بیکسی سے دلگیر ہوکر پھر عرب کو خیر باد کہہ کر ہندوستان چلے آئے۔ مگر اس کے اندر بعض اشارات ایسے ہیں جن سے انتقام حسینؑ کا کنایہ ظاہر ہے۔ غالبًا حضرت مختار علیہ الرحمۃ نے جب خونِ حسینؑ کا بدلہ لیا تھا اور کوفہ کی زمین کو یزیدیوں کے خون سے سرخ اور شاداب کردیا تھا اس وقت دتّ ذات کا راہبؔ نامی سردار اپنی فوج کے ساتھ شریک حضرت مختار علیہ الرحمۃ رہا ہوگا۔ کیونکہ خون حسینؑ کے بدلہ لینے اور کوفہ کے تاراج کرنے کی خوشی کا اثر کبت میں ہے۔ یا کربلا کے معرکۂ کارزار اور انتقام حسینؑ کے مجاہد، ان دونوں موقعوں پر راہبؔ اور اُس کے جاں نثاران طرفدار امام مظلوم رہے۔ بہرحال وہ فدایانِ حسینؑ میں رہے۔

رائے زادہ رتن چند وید مرحوم نے اپنی تاریخ مونیہال میں لکھا ہے کہ جب راجہ پورس اور سکندر اعظم میں جہلم کے قریب جنگ ہوئی تھی موہنیال لوگ راجہ کے شریک تھے۔ سکندر کو اس قوم کی بہادری دیکھ کر ان سے ایسی دلچسپی ہوئی کہ وہ اپنے ساتھ ایک فوج اسی ذات کے جوانوں کی لے کر

واپس گیا۔ یہی فوجی جماعت عرب اور مقدونیہ میں پھیلی اور سرگرم کارزار ہی۔ گمان غالب ہے کہ یہی منتخب جماعت عرب میں آباد ہوگئی ہوگی اور اسی نے شہدائے کربلا کی رفاقت اور خدمت کو اپنے لیے سعادت دارین سمجھ کر اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا ہوگا۔

ایک اور بیان ہے کہ مہابھارت کی خونریز بھارت کش اورتباہ کن جنگ کے بعد درون آچاریہ کے بیٹے اسوستھامہ کوعرب کی سمت جلا وطن کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی ایک بڑی جماعت نے بھی اپنے آپ کو جلاوطن قرار دیا اور اس کے جلو میں ساتھ ساتھ عرب اور اس کے سرابستانوں میں زندگی بسر کی۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ دتّ براہمن ''اولوالعزم'' اور ''جہان پان'' تھے۔ ان کی بڑی تعداد وسط ایشیا اور خصوصاً افغانستان اور کافرستان میں پہنچ کر آباد ہوگئی۔ ان کا بڑا حصہ اسلام کی سادگی، خداپرستی اور تہذیب سے اثر پذیر ہوکر بعد کومسلمان ہوگیا اور پٹھانوں میں جذب ہوگیا۔ اس کے علاوہ ان دتّ ذات کے براہمنوں کے متعلق جنگ نامہ (صفحات ۱۷۵ ۔ ۱۷۶) مصنف احمد صاحب پنجابی اور گجرات کی رپورٹ بندوبست ۱۸۶۸ء مرتبہ مرزا محمد عظیم بیگ میں لکھا ہے کہ ان کا مورث اعلیٰ واقعہ کربلا کے بعد دینا نگرضلع سیالکوٹ میں آ کر رہ گیا۔ پھر شیرشاہ کے زمانے میں یہ قصبۂ رہتاس اور وہاں سے قصبۂ کریالی میں جا کر رہے۔ (رپورٹ گجرات صفحہ ۲۴۲)

اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے مورث ضرور بالضرور کبھی نہ کبھی عرب میں تھے اور وہیں سے آ کر پنجاب کے اضلاع میں رہنے لگے تھے۔ ان کے مورث اعلیٰ کا نام راہب تھا جس کے سات لڑکے خون حسینؑ کا انتقام لینے میں کام آگئے۔ جو تاریخ ایک یورپی مؤرخ نے اس قوم کی لکھی ہے اس میں ان فرزندان راہب کے نام سہس رائے ماہرجس رائے، پوروشیرخاں، رام سنگھ، رائے پون، دھورو اور پورہ لکھے ہیں۔ بعض روایات اسلام میں بھی راہب اور اس کے بیٹوں کا ذکر آیا ہے۔ بہرنوع وہ کبت بھی اسی تاریخ سے نقل کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ آگے چل کر حسینؑ پوتھی نامی کتاب بھی ہم کو مل جائے۔ یہ کتاب دت لوگ عرب سے اپنے ساتھ لائے تھے اور اس میں جملہ حالات شہادت امام مظلوم علیہ السلام کے محفوظ وقلمبند تھے۔ سنا گیا ہے کہ اس کو برکت اور ثواب کے خیال سے خاص موقعوں پر پڑھتے تھے۔ ہمارا خیال ہے کہ اسی قسم کے مضبوط اعتقادات سے جو وہ شہدائے کربلا کے لیے رکھتے تھے، ہندوستان کی عام اقوام میں محرم کی عظمت اور محبت بڑھی اور ایک گونہ اسلام کی صداقت اور دیانت آشکارا ہوئی۔

وہ مشہور کبت جو فخریہ اس قوم میں مشہور ہے اس طرح ہے

سندھ جھوجھا کی مانش میں دت نام سلطان سدھ بیوگ جو بیر جی عرب کیو استھان
عرب کیو استھان میر سدھانی ہویو پُنج پروہت بھئے براہم آوگور جانکاوہیو
بھاردواج جورشی جی جن کی یہ سنتان سردیجئے نام حسینؑ کے عرب کیواستھان
بھاردواج جو رشی جی جن کی یہ سنتان سردیجئے نام حسینؑ کے عرب کیواستھان
سدھ دت کے نندجی سہس رے اپرمان ہرس رے جودت جی رکھیں ٹیک میدان
رکھیں ٹیک میدان شیرجوں شتردہاری رام شبیہہ بلوان پھڑیں برچھی جو کٹاری
رائے پُن پُن آتمی کریں دیس جودھیان دھارو میرو جودت ہیں عرب کیؤ استھان
چڑھے عرب سے دت بڑھے جودھے بلکاری بجے ہے شتری بھیرنال فوجا اسواری
سب پرکار جو لشکری دیش و سب پہ چھاگئو چڑھیودت بادشاہ جو لوگ دیکھ اجرج بھئو
بھلے دت جو بیر سازدوٹوک مچائی سب شتروکو مارنچ رن پھرے دھائی
سب کائر گئے بھاگ جاوندے نظر نہ آویں مدد دی حسینؑ قدمہ پیچھے نہ پاویں
لڑیودت دل کھیت جی تین دک شاکاپڑہیو چڑھیودت دل گرجی گڈھ کوفہ جالوٹیو
بجے بَھیر کو چوٹ فتح میدان جو پائی بدلہ لیا حسین دھن دھن کرے لوکائی
راہب کی جو جد نسل حسین جو آئی دے سات فرزند بھئی قبول کمائی
جو حسین کی جد ہے دتّ سب دہایو عرب شہر کے بیچ میں راہب تخت بٹھایو
ہر یابندر چھوڑ یاتاں پکڑ لئی تلوار آئے دوڑے پھر روم شام بجائے نقارا
پھر غزنی لیا آئے کے پھر بلخ بخارا گئے کنارے سندھ دے سمہت قندھارا
پھر آئے چڑھے اٹک تھیں ملک پنجاب سدھارا

ترجمہ و مطلب

۱- سدھ بھوگ دتّ جس نے اپنا لقب سلطان اختیار کیا تھا۔ ایک جنگجو سپاہی تھا۔ اور وہ سدھ جھوجھا کی نسل سے تھا اور عرب میں سکونت پذیر ہوگیا تھا۔ سدھ، بزرگ اور ولی کو کہتے ہیں۔

۲- عرب میں قیام پذیر ہونے کی وجہ سے وہ میر سدھانی کے لقب سے پکارے گئے وہ براہم آد کی پرستش کرتے تھے اور پنج کو اپنا پروہت مانتے تھے۔ یعنی ایک براہم خدا کی پرستش وعبادت کرتے تھے

اور پنج کو اپنا پروہت مانتے تھے۔ یعنی ایک برہم خدا کی پرستش وعبادت کرتے تھے۔ اور پنج غالبًا پانچ پیر (ہندوستان میں ایک فرقہ ہندوؤں کا جو پانچ مسلمان اولیاء کا ماننے والا ہے) کو اپنا رہنما اور پیشوا خیال کرتے تھے۔

۳- وہ بھاردواج کی نسل سے تھے جو ایک بزرگ اور فقیر تھے۔ وہ عرب میں آباد ہوئے تھے کہ اپنا سر حسینؑ کی خاطر قربان کریں۔

۴- مشہور ومعروف ساہیس رائے اور ہرس رائے سدھ دت کے لڑکے تھے اور یہ بہادر لوگ تھے۔ یہ میدان جنگ میں عزت وغیرت کی خاطر ''بات کی ٹیک'' پر لڑتے تھے۔

۵- میدان جنگ میں بات کی خاطر وہ شیروں کی طرح مردانہ ہیں۔ وہ میدان میں خنجر بکف اور رام کی طرح شہزدر اور بل دکھانیوالے ہیں۔

۶- رائے پن ایک پاک نفس شخص ہے۔ وہ وطن کی بھلائی کو ہمیشہ مدنظر رکھتا ہے۔ دھارومیر دت کے تمام خاندان نے عرب کو اپنا وطن بنایا۔

۷- جب یہ بہادر جانباز دت عرب سے نکلے تو ان کی فوجیں (رسالے اور پیدل) نفیری اور ڈھول کے پرشور ترانوں کے ساتھ بڑھیں۔

۸- دتؔ بادشاہ نہایت تزک واحتشام سے برچھی اور ڈھال سے مسلح اور آراستہ تھا اور اس شان سے تمام مُلک پر چھا گیا تھا۔

۹- بہادر دتؔ نے نہایت درجہ فیصلہ کن جنگ کی۔ بڑے سورماؤں کو تہ تیغ کیا اور رن میں اپنے زور سے ذہائی مچادی۔

۱۰- بزدل عرب بھاگ کر نظروں سے غائب ہوگئے۔ دتؔ لوگوں نے حضرت امام حسینؑ کی پوری پوری مدد کی اور ایک قدم بھی میدان سے پیچھے نہیں ہٹے۔

۱۱- جانثاران وجانبازان دتؔ نے نہایت بہادری کی۔ وہ میدان جنگ میں خوب لڑے۔ اور قلعہ کوفہ کو انھوں نے تاخت وتاراج کردیا۔

۱۲- جب انھوں نے میدان جنگ میں فتح پائی تو خوب خوشی اور فتح کے نقارے بجائے گئے۔ شور ہوا کہ ''قتل حسینؑ'' کا بدلہ لے لیا۔ اور لوگوں نے نعرہ ہائے مسرت وکامرانی بلند کیئے۔

۱۳- راہب کے سات لڑکوں نے حسینؑ کی رفاقت کا حق ادا کیا۔ انھوں نے مظلوم شہید پر اپنی جانیں

قربان کردیں۔ اور اس طرح حق رفاقت و محبت پورا کیا۔ (بھئی قبول کمائی) یہ قبولیت اور یہ کمائی نہایت درجہ معنی خیز ہے۔ انتہائی محبت کی دلیل ہے کہ سات لڑکوں کی بھینٹ چڑھانے کے بعد اس کو ایک آن کار حیات سمجھا۔

۱۴- اے حسینؑ کی اولاد میں ہونے والو اور حسینؑ کے نام لیواؤ تمہارا فرض ہے کہ تم دت لوگوں کو نہ بھلاؤ، یہ وہ دتّ تھا جو حسینؑ کے خاتمہ سے پہلے بھی عرب میں حکمراں تھا۔

۱۵- ہریا کے بندرگاہ سے روانہ ہوکر بلند تلوار کئے ہوئے روم و شام میں نقارہ بجاتے واپس آئے۔

۱۶- آگے بڑھ کر غزنی لیا اور پھر بلخ بخارا فتح کیا۔ سندھ کی طرف رُخ کیا اور قندھار کو اپنے قبضہ میں کیا۔

۱۷- دریائے اٹک کو عبور کر کے پنجاب میں داخل ہوئے۔ جہاں سے زمانۂ قدیم میں وہ عرب کی طرف راہی ہوئے تھے۔

یہ نظم ابھی نامکمل حالت میں ہم کو ملی ہے۔ ہم اس کو تمام و کمال دیکھ کر اس کے اوپر نقد و تبصرہ کرسکتے ہیں۔ اس وقت کم سے کم اس سے یہ ظاہر ہے کہ غیر مسلم اقوام میں جو شہدائے کربلا کی محبت اور عقیدت مندی ہے اس کا سبب دتّ ذات کے مشاہدات اور چشم دید واقعات ہیں جن کا پتہ ''حسینؑ پوتھی'' اور اس قسم کے کبتوں او رخاندانی زرمیہ نظموں میں ہے۔ (حسینی برہمن) غازی پور کے مرحوم رائے بہادر سالک رام کے پاس کچھ اس قسم کی نظمیں اور روایتیں تھیں انہیں سے معلوم ہوا کہ حسینی برہمن بھی ہوتے ہیں۔ وہ خود اپنے آپ کو حسینی برہمن کہتے تھے۔ چند دعائیں اور روایتیں سینہ بہ سینہ ان کے علم میں تھیں۔ ایک روز دیکھا گیا کہ کچھ عورتیں اپنے بچوں کو لئے ان کے پاس آئیں۔ انھوں نے کچھ پڑھا اور پڑھ کر ان بچوں پر دم کیا۔ معلوم ہوا کہ '' گل سوئے'' (گالوں کی سوجن) کا علاج محض دعا سے کرتے ہیں۔ دریافت کیا گیا تو پتہ چلا کہ عرب سے ان کے آباواجداد جو تصرفات لے کر آئے تھے۔ یہ اس کا اثر ہے۔ غالبًا کشمیر اور پنجاب میں حسینی برہمن بہت ہوں گے کیونکہ غازی پور کے اس خاندان کی قرابتیں انہی اطراف میں ہیں۔

''حسینؑ کے نام لیواؤ'' نظم مقتبسہ کے اندر ایک التجا ہے کہ جو لوگ حسینؑ کے ماننے والے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ دت برہمنوں کو نہ بھولیں بلکہ ہمیشہ یاد رکھیں اور ان کا لحاظ کریں۔ ہمارا خیال ہے کہ ہر مسلمان کو اس ذات کے ادانیٰ اور اعلیٰ کے ساتھ حسینؑ کے خون پاک کی خاطر جس کے انتقام

لینے میں وہ کام آگئے لطف و کرم کا برتاؤ کرنا چاہئے بلکہ ہر ہندو ذات کے ساتھ محبت اور اخلاص سے پیش آنا چاہئے۔ ان کی غلط فہمیوں اور زیادتیوں پر صبر اور تحمل کرنا چاہئے۔ اسلام میں خون حسینؑ کی قیمت بہت بڑی ہے اور جو ذرا بھی اس خون سے متاثر ہے ہمارے بہترین جذبات اخلاق و کرم کا مستحق ہے۔ اے کاش ہندو اور مسلمان اپنی تفریقیں خون حسینؑ کے خیال سے مٹادیں۔ ان کو خیال کرنا چاہئے کہ کل وہ لوگ دوش بدوش میدان کربلا میں صف استبداد و جبر کے خلاف کھڑے تھے۔